THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188588
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٣٣ ! Accession No. ٣٣٥٩

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

رسالہ

سوانح نورجہان بادشاہ بیگم

جو مختلف و متعدد تاریخی تذکروں سے انتخاب کرکے تالیف کیا گیا

مولفہ

محقق باکمال ناظم و ناثر بیمثال مولوی سید شاہ ابراہیم صاحب عفو قادری

سابق پریس رپورٹر و حال مہتمم دفتر تعمیرات مشہور بہ پوسٹ لاریٹ حیدرآباد دکن

مصنف - اعجاز سخن + تحفۂ درویش + رسالہ موسوم بہ اردو کا صحیح استعمال + دصد پارہ و نقل مجالس وغیرہ

حسب فرمایش

راجہ تیجراے بہادر دام اقبالہ

مطبع ظہیر دکن واقع محلۂ گلباغ رزیڈنسی حیدرآباد دکن میں چھپا

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شام کا وقت ہے - سورج کا آدھا پہیہ تو غروب ہو چکا ہے اور آدھا ابہی ڈوبنے والا ہے - مغرب کے ایوان مین ایک آگ سی لگی ہوئی ہے - شرق کے سمت سیاہی پہیل رہی ہے تاریکی آمیز ہلکی ہلکی زرد روشنی کچہہ عجیب لطف دے رہی ہے - قدرت نے چارون طرف فرش زمردین بچہا دیا ہے - زمین بارش کی وجہ سے نم آلود ہے - اس سبزہ زار مین کہین کہین سُرخ و زرد پہول بہی کہلے ہوے ہین جنکی بہار آنکہونمین کہب جاتی ہے - عالم مین ایک سہانا سمان جلوہ گر ہے - خنک ہوا چل رہی ہے - سنبل و ریحان کی سرسبزی لہلہا کر آنکہونکو طراوت بخش رہی ہے طیور کے لئے اپنے اپنے آشیانون مین بسیرا لینے کا وقت آگیا ہے - کبہی کبہی کوئی خوشرنگ پرندہ خوشی سے چہچہا کر پرواز کر جاتا ہے - کوئی ایک شاخ سے اوڑ کر دوسری شاخ پر ایک پودے پر سے دوسرے پودے پر جا بیٹہتا ہے - رخ بدل بدل کر تہرک رہا ہے - پکہوڑونکو اور دُم کو بار بار جنبش دے رہا ہے اور فضا مین دو ایک چکّر لگا کر جہان سے اوڑا تہا پہر وہین آبیٹہتا ہے - اب شام کی سیاہی تمام عالم مین پہیل گئی اب نظر تہوڑی دور جاتی ہے کہ تاریکی اوسکو وہین اولجہا لیتی ہے -

کوہستانی سلسلہ پر بہی اس غضب کی گہری اندہیری ڈٹی ہوئی ہے کہ بالکل دہوان دہار عالم کے سوا کچہہ نظر نہین آتا طلان دریا کے مسلسل لہرون مین تارونکا عکس جگمگا کر کچہہ یونہین سا اوجالا پیدا کر دیتا ہے جو بار بار قوت باصرہ مین چکاچوند لگا کر فوراً مٹ جاتا ہے - اب رفتہ رفتہ سیاہی شب کی پہیلنے لگی اور پچہلی رات کا پرہول سناٹا عالمگیر ہو رہا ہے - جوبانی ہوا کے پریشان جہونکے دل کو خود بخود پژمردہ کئے دیتے ہین - دنیا مین گہٹا ٹوپ اندہیری پردۂ عدم

امنڈ امنڈ کر چھائی جاتی ہے - کوئی آوارہ وطن مسافر قدرت کی دہوان دہار عجائبات پر غور کی نظر ڈالتا ہوا راہ روی مین سرگرم ہے - مگر اب عالمگیر تاریکی نے قوتِ باصرہ سے رستے کو بالکل پوشیدہ کر دیا - اگر اسوقت کوئی چیز نظر آتی ہے تو آسمان پر کوئی کوئی تارا ہے جو جگمگا کر دیدۂ غولِ بیابانی کا دہوکا دے رہا ہے یا کہین دور کسی کہیت کی مینڈ پر کسی دہقان کی جلائی ہوئی آگ کا شعلہ بار بار گہٹتا بڑہتا نظر آ رہا ہے -

آخر بہزار مصیبت نغمہ سنجانِ صبح یعنے طیور کی چہکار کان مین آئی - مشرق کے پرانوار ایوان سے ابرِ سیاہ کا پردہ سمٹنے لگا - بیابان کے اونچے اونچے گنجان درخت دہندلے دہندلے نظر آنے لگے پروائی ہوا کے بادلون کو اوڑا کر لیجانے سے صبح کے باقی ماندہ تارے بہی پہیکی روشنی کے ساتہہ آسمان پر جہلملانے لگے جو ابہی طلوعِ آفتاب کے بعد غیب ہو جانے والے ہین - غرض یہ وہی وقت ہے جسکو نور کا تڑکا کہتے ہین -

سامنے ایک چہوٹی سی آبادی ہے - جسمین ایک مختصر امرائی بہی ہے - بس صبح کے ہوتے ہوتے رات کی مصیبتون سے نجات پاکر ایک تاجرونکا قافلہ مسجد کے متصل امرائی مین اوتر پڑا اس قافلہ کا اوترنا تہا کہ سورج کی نازک کرنین مشرق کے جہروکے سے مہنہ نکالکر دلفریب ادا کے ساتہہ ہرے بہرے کہیتون کے سرسبز پتیون پر زمردگون قطرہائے شبنم کے ساتہہ بکمالِ اشتیاق ہم آغوشی کا لطف حاصل کرنے لگین - یہی قافلہ جسکی دمِ صبح امرائی مین مقام کرنے کا ذکر ہم نے ابہی کیا ہے - جب قندہار کے قریب پہونچا تو ہمارے قصہ کی ہیروئن **نورجہان بیگم** پیدا ہوئی تہی - اب تفصیلاً سنئے کہ نورجہان کا باپ کون تہا یہ شخص طہران کے نامور لوگون مین سے تہا - مرزا غیاث بیگ نام یہ ایران کے ایک عہدہ دار بادشاہی خواجہ محمد شریف کا فرزند ہے - بعض کہتے ہین کہ شاہِ طہماسپ کے عہد مین خراسان کا حاکم رہا تہا - پہر سرکار کا باقیدار ہو گیا - حوادث زمانہ اور روزگار کی نیرنگیون نے اسکو اسقدر مجبور کیا اور ایسا تباہ ہوا کہ آخر اوسکو اپنا پیارا وطن چہوڑنا پڑا - ترک وطن کر کے اپنی بی بی دو لڑکون - اور ایک

لڑکے کو جسکا نام ابوالحسن تہا ساتھہ لیکر اوسی قافلہ کے ہمراہ ہولیا جو ہندوستان کو آرہا تہا راستے مین جو کچھہ اوسکا مال و اسباب تہا وہ بھی اتفاق سے سب کا سب لٹ گیا - اب یہ بکا قلاش ہنگیا صرف سواری اور باربرداری کے دو اونٹ اسکے پاس رہگئے جنپر یہ اور اس کے متعلقین سوار تہے چونکہ مرزا غیاث بیگ کی بی بی اس سفر مین حاملہ تہی لہذا اُسکی حد درجہ احتیاط کیجاتی تہی - ایک تو غربت کا عالم دوسری افلاس و پریشانی اور اقسام کے رنج و تعب گویا اس خاندان کے ہمدم تہے - پس ایسی حالت مین جنگل مین ایک لڑکی کا پیدا ہونا بالکل نامبارک سمجھا گیا - محلون کے رہنے والے ماں باپ نے ساری رات جنگل مین روتے دہوتے کاٹی حالانکہ یہ خیال اونکا غلط بلکہ سرتاپا غلط تہا - کمبختون نے فرط تعب و مشقت کی وجہ سے یہ نہ سمجھا کہ بیٹی روٹی کی مثل مشہور ہے اسی نومولود کے باعث ازسرنو بے انتہا دولت و حشمت اس خاندان کی مونس و ہمدم ہونے والی اور یہی ہونہار لڑکی ایک دن گلستان ہند کا گل سرسبد اور نام آور ان ہند مین محبوب ہونیوالی ہے شہرت اور لیاقت کا ڈنکا بجانے والی بلکہ ہند کی شہنشاہی کی باگ اپنے ہاتھہ مین لینے والی ہے - سچ ہے کہ خدا کی باتین خدا ہی جانے - ہرچند کہ اولاد کی ماتا اور آتما کی آنچ گود سے اُتارنے نہ دیتی تہی - مگر نہ معلوم کمبخت افلاس اور تنگ دستی نے کسقدر مجبور کیا ہوگا کہ کچھہ بن نہ آئی تو بیچارے مجبور والدین کو بجز اس کے کوئی اور تدبیر نہ سوجھی کہ اونہون نے دلپر جبر اور خدا تعالی پر بھروسا کرکے اس کلیجے کے ٹکڑے کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اوسی قافلہ مین ڈالدیا - اور روتے چلدیے ایک رات کی ننھی سی جان جنگل مین پڑی روتی تہی - تہک جاتی تو ہاتھہ چوسنے لگتی - مگر قسمت سرہانے کہڑے ہنستی تہی - کہ جلدی نہ کر - جس محل مین تجھکو ملکہ بناکر بٹھانا ہے وہ ابھی تعمیر نہین ہوا - جب قافلہ منزل سے برخاست کرکے چلنے لگا - لوگ اپنی اپنی بھولی بھٹکی چیزون کی جستجو کرنے لگے تو اس قافلہ کے قافلہ سالار ملک مسعود کے نوکر نے اس لڑکی کے رونے کی آواز سنی تو اس صبح کے تارے کو جھٹ دامن مین اوٹھالیا - ملک مسعود نے

پوچھا کہ یہ کس کا بچہ ہے؟ نوکر نے ساری کیفیت بیان کی - چونکہ قافلہ سالار لاولد تھا - خدا نے اسکے دل مین رحم ڈالا - اور وہ اسکو خداداد نعمت سمجھکر گود مین لئے منزل پر آیا - چونکہ ایران کے قافلون مین عورتین کم رہا کرتی تھین اسلیئے اوسکو دایہ کے لئے بڑی فکر دامنگیر ہوئی کہ اس جنگل بیابان مین دودھ کہان سے ملے - اور دایہ کی تلاش ہونے لگی تو اوسی لڑکی کی مان کو خدا تعالیٰ نے انّا بنا کر بھیجدیا - اور کوئی عورت سوا اس کے اوس قافلہ مین نہ ملی جو دودھ پلانے کے قابل ہو - گویا یہ پہلا زینہ اس خاندان کی سربلندی و ترقی کا تھا کہ یہ دایہ گری کی خدمت کے لئے نہایت خواہش اور احترام کے ساتھہ طلب کی گئی - اس کے تمام ہمراہیون کے لئے سواری باربرداری اور خوردونوش کے بندوبست کئے گئے - اور پھر آئندہ کے لئے عنایات و نوازش ہائے فراوان اور الطاف کریمانہ کے وعدون کے ساتھہ وہ لڑکی پرورش و حفاظت کی غرض سے دایہ کے سپرد کر دیگئی - قربان اُسکی شانِ رزّاقیت کے -

یہ ہونہار لڑکی شدہ شدہ جوان ہوگئی اور ملک مسعود کو معلوم ہی ہوگیا کہ یہ دایہ نہین بلکہ خود اسکی حقیقی مادر مہربان ہے - ملکِ مسعود قافلہ سالار شہنشاہ اکبر کا ایک ذی وقعت درباری تاجر تھا - اُسکی عادت یہ تھی کہ جب یہ ایران سے آتا تو کوئی نہ کوئی تحفہ شہنشاہ کی خدمت مین ضرور پیش کرتا -

اس موقع پر بھی جب کہ وہ ہندوستان پہونچا اور حاضرِ دربار ہوا - تو حسبِ معمول عمدہ عمدہ تحفے گزرانے شہنشاہِ اکبر نے تفنن کے طور پر کہا کہ مرزا اب کے تم کوئی عمدہ تحفہ نہین لائے ملکِ مسعود نے ہاتھہ جوڑ کر عرض کیا کہ جہان پناہ ہم غریبون کے پاس ایسے تحفے کہان سے آئنگے جو بادشاہون کے پسند کے لایق ہون - صرف حضرت کا پسند فرمانا ہی اونکو بے بہا اور انمول بنا دیتا ہے - مگر البتہ اس دفعہ یہ غلام دو جاندار چلتے پھرتے جواہر آبدار لے آیا ہے - اگر تعلیم و تربیت کی جلا ان پر ہو جاوے تو البتہ بے مثل و لاجواب ہون گے - اکبر نے پوچھا [illegible] تو - وہ کیسے تحفے ہین -

ملکِ مسعود نے فوراً مرزا غیاث بیگ اور اوسکے بیٹے ابوالحسن کو شہنشاہ کی خدمت مین پیش کردیا
اور یہ ہر دو آدابِ شاہی بجالا کر نہایت مؤدّب لرزان و ترسان روبرو کہڑے رہے۔ اکبر نے
ان کے سراپا کو غور سے ایکبار دیکہہ لیا اور پہر مراحمِ خسروانہ سے سرفراز کرکے زمرۂ ملازمین مین
عزت بخشی ایک دن اکبر نے ملکِ مسعود سے کہا کہ مسعود معلوم ہوتا ہے کہ تیرے پیش کردہ تحفے
کسی عمدہ انگشتری کے باآب وتاب نگینے ہین مسعود نے ہاتہہ جوڑ کر شہنشاہ کے قیافۂ شناسی
کی تعریف کی عرض کیا کہ غلام کا کیا مقدور ہے کہ سرکار جہان پناہ کا نمکخوار کہلا کے ایسی
ویسی چیز سرکار مین پیش کرتا۔ کیا غلام کو اپنی آبرو اور جان و مال کا خوف نہین کہ شہنشاہ
کے حضور مین بجز اس کے کہ وہ شاہ ہونکے لایق ہو کوئی اور بازاری تحفہ پیش کرتا
اب اگر جان کی امان پاؤن تو حقیقتِ حال عرض کرون۔ اکبر نے کہا۔ ہان تم تو
ما بدولت کے خیرخواہون مین سے ہو تمہین کس بات کا اندیشہ ہے۔ بہلا۔ کہو تو ماجرا
کیا ہے۔ ملکِ مسعود نے پہر شاہِ طہماسپ سے انکا تعلق ہونا اور پہر حوادثِ
زمانہ سے مفلوک ہو جانا حد درجہ ناچار ہو کر بتلاشِ معاش ہند کا قصد کرنا قافلہ مین
مال و اسباب کا لٹ جانا نورجہان کا حالتِ مسافرت مین جنگل مین پیدا ہونا اور
دایہ گری پر اوسکی مان کا من جانب اللہ ملازم ہونا اور پہر سب کے سب نہایت اعزاز و
اکرام سے یہانتک پہونچنا ان سب حالات کو من وعن عرض کیا۔ اور کہا کہ جسوقت
جہان پناہ کے والد بزرگوار حضرت ہمایون پادشاہ ہرات کو تشریف لے گئے تھے تو
اوسوقت اسی مرزا غیاث بیگ کے باپ خواجہ محمد شریف نے بڑے حضور کے ساتہہ
کارنمایان اور بڑے بڑے جان نثاریان کی ہین۔ اور عمدہ عمدہ خدمتین بجالائین
یہ شخص اسی امید پر بنظر استحقاق خدماتِ جلیلۂ سابقہ حضورِ اقدس مین حاضر ہونیکے لئے
نکلا تہا کہ راہ مین آفاتِ گوناگون کا سامنا ہو گیا۔ بوجہہ غربت و افلاس کے انہون نے
نہ چاہا کہ جہان پناہ پر ان تعلقات کا اظہار ہو بلکہ مجہہ سے بہی یہ درخواست کی تہی کہ

بطور غلامون کے حضور کے بارگاہِ اقدس مین یہ لوگ پیش کر دیجائین یہ ہے حقیقت ان کی جو خانہ زاد نے عرض کی۔

اکبر نے جب یہ داستان سنی تو حد درجہ خوش ہوا اور کہا کہ بیشک ان کے چہرون سے روزِ اول مین سنے پہچان ہی لیا تہا کہ یہ کسی شریف خاندان کے شکستہ حال لوگ ہین ۔مگر تیری داستان نے میرے رہے سہے شک کو بہی دور کر دیا۔ ہان مسعود تمہاری ہمت اور ہمدردی پر بہی ہزار آفرین اور لاکہہ تحسین ہے ۔کیونکہ یہ عام عادت ہے کہ بادشاہون کے دربار مین خود غرض اور خود مطلب لوگ شرفا اور ذی کمال لوگونکو آگے بڑہنے نہین دیتے ۔اِس خیال سے کہ کہین اپنی سرد بازاری نہو۔ ورنہ بہت سے اہلِ کمال تمنا ہی تمنا مین رہ جاتے ہین کہ کاش کسیطرح دربار مین ہماری رسائی ہو جاے اور اپنے پادشاہ کے روبرو ہم اپنا عرض کمال کرکے قدردانی کے مستحق بنین۔ اس تمنا مین وہ بیسیون ذرایع پیدا کرکے امرا و اعزہ تک رسائی حاصل کرکے عرضِ حال کرتے ہین مگر وہ اپنا کام نکال لے کر پہر اونکو حیلے حوالے آرے بلے کرکے ٹال دیتے ہین ان نمک حرامون کو یہ خیال نہین آتا کہ ہر شخص اپنا اپنا رزق مقسوم آپ کہاتا ہے ۔ ہمین اس کے حضوری مین پہونچا دینے مین کیا ہرج ہے ۔مگر نہین یہ صرف انکی دون ہمتی اور کوتاہ بینی ہے ۔ بہلا تبلاؤ تو کہ ان لوگون کے اعزاز و مراتب کے بڑہنے سے تمہارا کیا نقصان ہوا۔ بلکہ اِدہر بادولت تمہارے شکرگزار کہ عمدہ اور بے بہا تحفہ فلان شخص نے لادیا اور اودہر ایک شریف خاندان کا (جو شکستہ حال تہا) ہر ایک رکن آباءً عن جدٍّ تمہارے اور تمہاری آل و اولاد کا ممنون اور دعاگو بنارہا۔ سچ کہا جس نے یہ کہا

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست ٭ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ملک مسعود نے جب اکبر سے یہ تقریر سنی تو بے تحاشا اوٹہکر بادشاہ کے گرد تصدق ہونے لگا اور اس روشن خیالی اور رحم کی حد درجہ تعریف کی کہ کلام الملوک ملوک الکلام ۔غرض کہ اکبر نے شاہانہ فیاضیون کے ساتہہ ملکِ مسعود کو اوسکی امیدون سے زیادہ اوس کی کارگزاری کا صلہ بخشا اور مرزا غیاث بیگ و ابوالحسن یعنے باپ بیٹون کو دربار کے اعلیٰ خدمتین عطا کرکے

حاضر باشی کا حکم دیا - مرزا غیاث چونکہ اپنی خاندانی شرافتون اور ذاتی لیاقتون کے علاوہ خود بھی اعلی درجہ کا محاسب اور خوشنویس - محرر - مقرر - اور شاعر سحر بیان بھی تہا - پس اسنے قابلِ قدر خدمتین انجام دین اور اسکا اعزاز بھی دن دوگنی رات چوگنی بڑہتا گیا - یہان تک کہ دیوان بیوتات ہو گیا -

اب رہی یہ بات کہ بادشاہ نے ان کے شرافت کی آزمایش مین کس کس طرح کے امتحانات ان سے لئے ہونگے اور کیسے کیسے دہوکے دیکر ان کی جانچ پڑتال کی ہوگی یہ تو ایک طول داستان ہے مگر ہم اسوقت ناظرین باتمکین کے ملاحظہ کے لئے ایک واقعہ پیش کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ شاہانِ سلف شرفا کی جانچ پڑتال کیسے کیسے صعب و سخت امتحانات سے کیا کرتے تہے - میرے معزز و مکرم ناظرین - شرافت بہت ہی نازک چیز ہے اسکا امتحان بھی کوئی سہل بات نہین - بعض نازک مواقع اور اہم ترین معاملات مین خاص کر شرفا سے ایسے دشوار ترین کام وقوع مین آئے ہین کہ دشمن سا دشمن - مخالف سا مخالف بھی بے اختیار چلا اوٹہا ہے کہ واللہ باللہ شرافت بھی ایک خداداد انمول جوہر ہے -

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ تعلیم و تربیت سے انسان شریف بن جاتا ہے یعنے شرافت کسبی ہے اور بعض اس کے مخالف ہین کہ نہین شرافت جبی و نسبی ہے - جو لوگ شرافت کو نسبی جانتے ہین انکا یہ بیان ہے کہ تعلیم و تربیت سے انسان لایق تو ہو جاتا ہے مگر شریف نہین ہو سکتا - اہلِ عرب کو شرافت پر یہانتک ناز ہے کہ وہ اپنے گہوڑون کے نسب نامے بہی بڑی حفاظت کے ساتہہ رکہا کرتے ہین - تعلیم و تربیت سے انسان بیشک لایق بن جاتا ہے - جیسے ملمع کرنے سے تانبے یا پیتل کے برتن باسن ہو بہو چاندی اور سونے کے سے نظر آتے ہین - مگر جب اسکو گہس ڈالینگے تو وہی اصلی پیتل نکل آئیگا - برخلاف زنگ آلود چاندی یا سونے کے برتن کے کہ اسکو جون جون گہستے جائنگے خالص چاندی یا سونا ہی نکلتا جائیگا - یہی حال تربیت یافتہ کم ذات کا ہے ظاہر تو انکا شریفون کا سا نظر آتا ہے مگر باطن خبث آلود - یعنے جب یہ محک پر

گھسے جائنگے اور آزمائے جائنگے تو وہی کہ ذاتی انکا اصل نکل آئیگا - برعکس ان کے شرفائے
قوم جو کبھی بُری صحبتون یا زمانہ کے صدمات سے زنگ آلودہ ہوجاتے ہین ہوا کرین مگر جب ان کی
آزمایش کیجائگی تو وہی جوہر خاص نکل آئنگے جو اونکا اصلی جوہر ہے - چنانچہ اس کے مصداق
بہت سے واقعات ہین جو بزرگانِ قوم کی زبان زد ہین - مگر مین سنے بخوف طوالت ترک کیا ہے -
غرض قافلہ سالار کی بی بی کو چونکہ بادشاہ کے محلات مین آمدورفت کی اجازت تھی کبھی کبھی
نورجہان کی حقیقی مان بھی بوجہہ اپنی اعزاز خاندانی کے اس کے ساتھہ محل مین آیا جایا کرتی تھی
بلکہ اسکا ایک بیگم سے بہناپا ہوگیا تھا - اعیاد اور نوروز وغیرہ کے شاہی جشنون کی تقریبون مین
انعام واکرام سے بھی سرفراز ہوتی تھی - چنانچہ مان کے ساتھہ لڑکی بھی جایا کرتی - اس عرصہ مین
نورجہان بھی نام خدا جوان ہوچلی تھی - اسکا نام مہرالنسا رکھا گیا تھا - یہ حسین وجمیل ہونے کے
علاوہ نہایت درجہ زکی وعقیل بھی تہی - یہ اوصاف اوسکے شاہزادہ جہانگیر کے اسیر فریفتہ
ہونے کے باعث ہوے - ہائے رے عالم جوانی - اِس ملک فریب حُسن بے ساختہ پر وہ
کون ہوگا جو فریفتہ نہ ہوگا - حُسن بھی بلا کا حُسن - زلفین مارِ سیاہ - رخسار رشکِ ماہ - آنکھین
گویا طلسم جادو - ہلال ابرو - تیر مژگان ایسے کہ دیدہ نہ شنید - دانت دُرِّ عدن - دہن پہولونکا
مخزن - لہو کی رنگت جلد بدن سے نمودار - سینہ اُبھرا ہوا - شکم آئینہ سا - سراپا کرشمہ ناز چال کا
نیا انداز - جملہ اعضا لطیف وبا اعتدال سراپا غنج ودلال - ہزار حسینون مین ایک حسین - فی الواقع
بے مثل نازنین - اِسکے اس آن بان اور انداز کو دیکھکر سارے محلات کی بی بیونکو یہ اندیشہ تھا کہ
یہ بجلی ضرور ایکدن یہین چمکنے والی ہے - اسی طرح شہزادہ سلیم بھی ایسا جوانِ رعنا تھا کہ چشم بد دور
قدوقامت مین بے نظیر - صورت تھی کہ قدرت قدیر - آنکھونپر غزالانِ ختن قربان - ہونٹ گویا
لعلِ بدخشان - رخسار پُر بہار - چہرے کا رنگ گلنار - مزاج مین متانت - گفتگو مین وقار -
بازو بھرے بھرے گول - کلائیان سڈول - گردن صراحی نما - سینہ کشادہ شیر کا سا - مسین
بھیگتی ہوئین - سبزہ آغاز - سراپا جادو سر تا سر اعجاز - کیون نہ ہو آخر شہزادہ تھا - گویا آپ اللہ نے بنایا تھا

القصہ نورجہان نے تاک کر ایک دن ایسا نشانہ مارا کہ شہزادہ سلیم اوسی جگہہ لوٹ پوٹ ہوگیا سے سانس دیکھی تنِ بسمل مین جو آتے جاتے ٭ اودہر کا دیا جلاد نے جاتے جاتے -

پھر بہار آتی ہے تجھہ مین اے گلستان غم نہ کہا
وہ چلے آتی ہے فوجِ عندلیبان غم نہ کہا

اللہ اللہ بسنت رُت بہار کی اعتدالی فصل اپنے اُمنگون مین وصل کے آرزو بھرے زمانے کی طرح ہنستی کہیلتی آئی - پھولنے پہلنے کی ہوا بندہی - جوانانِ چمن کی سنہری کوپلون نے کسی کے آفتابی رخسارون کیطرح آنکہون مین چکا چوند پیدا کی - چوکی نرم نرم خوشنما بالیونکا ہرے بھرے کہیتونمین ہوا کی تحریک سے مستون کی طرح جہومنا طبیعتون کو شگفتگی بخشنے لگا - مَول سری کی بہینی بہینی خوشبو - چلبلے دلون کو لے اوڑی - سرسون کے زرد زرد کہیت کسی پری پیکر کی زعفرانی پوشاک دیکہکر ہنستے ہنستے بچھہ گئے طبیعتون مین اُمنگ دلون مین اُلیل پیدا ہوئے بُرج مین کنہیا کی صورت نکہری ہوی گوپیون سے ٹہٹول کرنے ہنسنے ہنسانے کو جی چاہا - گو عاشق مزاجون کو بسنت کی خبر نہ ہو مگر کسی لیلی ادا کا نکہرا ہوا جوبن بغیر مجنون بنائے کب چہوڑتا ہے -

ایسے بہار افزا موسم مین جسقدر تفریح اور دل بہلائی کے جلسے ہوتے ہین رنگین مزاج لوگ بخوبی واقف ہین چنانچہ شہزادہ سلیم ایکدن مینا بازار کی سیر مین معروف تہا کہ یہ سرو قامت گلبدن دلربا نہ روش سے شہزادہ کے مقابل ہوگئی اور بہ آداب شاہی سلام کیا - شہزادہ کے دونون ہاتہون مین دو کبوتر تہے - اسنے ان کبوترون کو مہرالنسا کے حوالے کیا اور کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر تو لئے رہو اور آپ پہول توڑنے لگا - اتفاقاً مہرالنسا کے ہاتہہ کا ایک کبوتر پہڑک کر اوڑگیا یہ حیران تہی کہ الٰہی صاحب عالم اگر پوچہینگے تو مین کیا جواب دون - اس اثنا مین شہزادہ سلیم آگیا اور پوچہا کہ مین میرا ایک کبوتر کیا ہوگیا - مہرالنسا - دبی آواز سے - صاحب عالم وہ تو اوڑگیا - شہزادہ نے پوچہا کہ اوڑگیا؟ کسطرح اوڑگیا؟ شہزادہ کا یہ پوچہنا تہا کہ نورجہان نے بیساختہ دوسرے ہاتہہ کے کبوتر کو بہی چہوڑدیا اور اوسکے اوڑنے کے ساتہہ ہی کہا کہ صاحبِ عالم وہ اسی طرح اوڑگیا تہا چونکہ شہزادہ

اسوقت سرور کے عالم مین تہا اسکا یہ بھولا پن اُسکو نہایت ہی پسند آیا - اور مہرالنسا کی یہ ادا ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ شاہزادے کو اُسکا ایک خیال پیدا ہوگیا - اب اسکی محبت سلیم کے دلمین روز بروز بڑہتی گئی - اور ہمیشہ موقع ڈہونڈہتا رہا - چونکہ شہنشاہ اکبر نے اس کے باپ کو اپنے رعایا کی ناموس کا بڑا خیال رہا کرتا تہا - لہذا یہ بھی چونکہ اسی باپ کا بیٹا تہا تا امکان اِن امور کا خیال رکہتا تھا -

واقعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جہان پناہ عماری مین سوار تھے اور سلیم شہزادہ خواصی مین بیٹہا تھا - عام دستور ہے کہ بادشاہ کی سواری دیکہنے کا ہر ادنیٰ و اعلیٰ مشتاق رہتا ہے - اور خصوصاً بادشاہ کی صورت پر نظر کرنا دلدّر دور ہونیکا باعث تصور کیا جاتا ہے - بادشاہ کو دیکہنے کے شوق مین ایک نوجوان حسین عورت نہاتے نہاتے جلدی اور گھبراہٹ مین بے ساختہ حمام سے نکلکر سواری دیکہنے لگی اور اوس حالت مین ایسی محو تھی کہ اوسکو کچہہ بھی اپنے البیلے پن اور لباس وغیرہ کا خیال تک نہ رہا - شہزادہ کی نظر جو اوسکے حسن بے ساختہ پر پڑی تو دل ہی دلمین بے چین ہوگیا اور چاہا کہ اس حسن بے ساختہ کی بہار کا عالم اپنے باپ کو بہی دکہلائے لہذا - بے تکلف عرض کرنے لگا کہ حضور اقدس یہ عوام الناس بہی کسقدر بد تمیز ہوتے ہین کہ ایک عورت حضور کی سواری دیکہنے کے لئے اسقدر بے تابانہ حمام سے نکل آئی ہے کہ کچہہ بہی اُسکو اپنے تن بدن کا خیال نہین رہا بادشاہ آخر بادشاہ ہوتے ہین - کیا معنی کہ خدا تعالیٰ نے جب اِس منصب جلیل القدر سے بادشاہون کو عزت بخشی ہے تو آخر کوئی نہ کوئی غیر معمولی وصف سے بہی انکو آراستہ فرمایا ہے پس آپنے شہزادہ کا منشا سمجہکر فرمایا کہ بیٹا تمہارا یہ اعتراض یا تمہارا استعجاب بالکل بیموقع ہے - اسلئے کہ بادشاہ اپنے رعایا کے حق مین بمنزلہ باپ کے ہے اور باپ کا بیٹا یعنے تم بہائی ہو - البتہ عورتون کو نامحرمون سے پردہ کی ضرورت ہے - باپ بہائی کے روبرو تکلف اور پردے کی کون ضرورت ؟ غرض تم اوسطرف مت دیکہو - شہزادہ اس جواب کو سنکر عرق عرق ہوگیا!! چونکہ شہزادہ سلیم ایک ایسے لایق باپ کا بیٹا تہا اور ولی عہد بہی تہا لہذا خود اوسکو اپنی رعایا کے ناموس کا بہت کچہہ خیال تھا - اور مہرالنسا ابتک ایک دوشیزہ ناکتخدا لڑکی تہی - کسی سے

ناموزوں بھی نہ تھی پس اسکا اسکی اداؤن پر لوٹ جانا یا اس کے ساتھہ عشق و محبت کا خیال پیدا ہونا
عالم جوانی کی ایک معمولی بات ہے - اور ظاہر ہے کہ اسنے کسی کی بہو یا کسی کی منکوحہ کیطرف نظر بد
سے نہین دیکھا نہ اس امرِ قبیح کی جرأت کی - پس یہ کوئی عیب کی بات نہ تھی -

عام مورخین یہ جو الزام لگاتے ہین کہ سلیم نے اپنی بادشاہی کے عہد مین اس کے خاوند کو مروا ڈالا
اور پہر نورجہان کو اپنے عقد مین لایا اسکا ثبوت ایک مشکل امر ہے - رہا قرائن پر نظر ڈالکر حسبِ مرضی
نتیجہ نکال لینا اور بات ہے - جن قرائن پر نظر کرکے ہم اپنے حسب مرضی جو نتیجہ نکال سکتے ہین اسیطرح
ممکن ہے کہ ایک نیک دل آدمی اس کے برخلاف دوسرا نتیجہ مترتب کر سکے - جو اس کے مفید ہو -

لکھتے ہین کہ ایکدن جہانگیر نے وفورِ اشتیاق مین مہر النسا کو اپنے آغوش محبت مین کہینچنا چاہا کہ
وہ پہرتی کے ساتھہ ہاتھہ چھوڑا کر الگ ہوگئی - اور کہا "صاحبِ عالم دیکھو کہین کوئی دیکھتا
نہ ہو - یہین طرفین کی بدنامی ہے - ہم ایسے غریبون سے دل لگی کیا معنی - کیا آپ کے لئے
اپنے ہم رتبہ لوگ کم ہین - اور محلات شاہی مین دولتِ حسن کی کوئی کمی ہے ؟ آپ ہی فرمائے
کہ مجھہ ایسے کم رتبہ لڑکی سے آپ ہنسینگے بولینگے تو لوگ کیا کہینگے ؟ اس کے قطع نظر بلحاظ مراتب
آپ کو مجھہ سے کیا مناسبت ؟"

سلیم - جانِ جان - یہان شاہی و فقیری کا کیا ذکر - عشق کی سرکار مین شاہ و گدا ہر دو برابر
ہین - رہا حسنِ صورت - بھلا محبت کو ان آرائشی اسباب سے کیا تعلق - کیا لیلی سے بہتر
دنیا مین کوئی حسین عورت نہ تھی جسپر مجنون فدا ہوتا وہ تو کالی پیلی سانولی سلونی سی عورت تھی
مگر لیلی کو دیکھنے کے لئے مجنون ہی کی آنکھین درکار تہین - ان باتون کو رہنے دو مگر اتنا وعدہ ہم سے
کرلو تو پہر ہم بیفکر ہو جائین کہ - تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین -

مہر النسا - توبہ توبہ - صاحبِ عالم آپ یہ کیا فرمارہے ہین - مین آپ کی خانہ زاد لونڈیون سے
بھی بدتر - میرے ماں باپ آپ کے ادنی چاکر - اتنی بڑی بات اور میرا منہہ - کیا مین خواب
نہین دیکھہ رہی ہون - مجھہ لونڈی کو آپ سے کیا نسبت ؟ ہم لوگ خانہ زاد - نمک خوار - جان نثار -

صرف آپکا ہمارے نسبت اسقدر کہدینا کہ ہمارے جان نثار و نمین ہین ہمارے لئے باعث ہزار گونہ افتخار ہے۔

اِس تقریر کے بعد سلیم نے سمجھا کہ ہنوز یہ اژدھے اسلیئے میرا مقصود اس نے نہ سمجھا خیر دیکھہ لیا جائیگا۔ جب اس چھیڑ چھاڑ اور عشق و محبت کی خبر شہنشاہ اکبر کو پہونچی تو اسنے اسکی ماں کو تاکید کی کہ تم اپنے لڑکے کو ان حرکات سے باز رکھو ماں نے جب بیٹے کو خلوت مین بلاکر نشیب و فراز زمانہ سمجھایا تو اس نے کہا کہ نہ وہ کسیکی بہو ہے دبیاہی ہوئی بیٹی ہے۔ پھر مین نے کب کسیکا حق چھینا ہے جو رسوائی ہوا سمین تو ہر طرح اُسیکی خوش نصیبی ہے یہ امر اگر آپ کی خلاف مرضی ہے تو خیر جانے دیجئے۔

او وہر اکبر نے مرزا غیاث بیگ کو بلواکر سمجھا دیا کہ حالت یہ ہے۔ تم اپنی لڑکی کو آئندہ محل مین نہ بھیجا کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔

مرزا غیاث۔ جہان پناہ۔ بادشاہی محل گویا اندر کا اکھاڑا ہے۔ بھلا مہر النسا سلیم کی نگاہ مین کیونکر ٹہر سکتی ہے۔ مگر غلام کا یہ خیال ہے کہ چونکہ الطافِ شاہی سے اسکی ماں ہمیشہ محلات عالیات مین آمد و رفت رکھتی ہے لہذا حاسدون نے اس آمد و رفت کے بند کرنے کے لئے غالباً یہ توتیا باندہا ہو۔ ورنہ کجا شاہزادہ بلند اقبال اور کہان مہر النسا۔ یہ صرف حاسدونکا حسد اور ہمارے دشمنون کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ اکبر۔ نہین نہین تمہین معلوم نہین ہے یہ کوئی افسانہ نہین۔ بلکہ درحقیقت واقعہ ہے۔ جو کچھہ مین نے سنا بالکل سچ سنا ہے۔

مرزا غیاث۔ تو پیر و مرشد بات ہی کونسی ہے۔ زہے فخر زہے نصیب ہمارے۔ ہم تو جان و مال سے سرکار پر نثار ہین۔ یہہ مہر النسا شاہزادہ کے مقابلہ مین کیا مال ہے کہ دریغ کیا جاسکے۔

اکبر۔ تم جانتے ہو کہ جھگڑا اس میں سالا خود اسکا سسرا ہے۔ مین مآل کار سوچ رہا ہون کہ مبادا فتنے نہ کہڑے ہون۔ بہتر ہے کہ تم مہر النسا کا نکاح جلد کسی سے پڑہوا دو۔

مرزا غیاث - اِسبات کا اختیار تو خود ملازمانِ حضور کو ہے - جس کے ساتھ مناسب تصور فرمائین نکاح پڑھا دین - میرا اِسمین کیا اختیار -

تفصیل اسکی یہ ہے کہ جسطرح کہ اکبر نے پہلے جے پور کے راجہ کی بیٹی اور پھر دختر راجہ جودھپور سے بیاہ کیا تھا اِسیطرح سلیم کی شادی بھی فرزند راجہ جیپور یعنے بھگوانداس کی بیٹی سے کردی تھی - بازگشت مین خود اکبر ساتھ تھا اور بہو کی ڈولی پر سے روپئے اور اشرفیان لٹاتا آیا - بھگوانداس نے جہیز مین سو ہاتھی - کئی طویلے عمدہ گھوڑے - بہتیرے لونڈی غلام - سونے چاندی جواہر کے اسباب - ہتیار وغیرہ داماد کو دئے - یہانتک کہ جملہ براتیون کو عراقی - ترکی - تازی - سونے چاندی کے ساز سمیت گھوڑے دئے - اب بتلائیے کہ ایسی راج دلاری بہو پر کیونکر اکبر مہرالنسا کے نکاح کی رائے دیسکتا تھا -

مختصر یہ کہ علی قلی ترک جو طہماسپ کا سفرہ چین تھا - بعد انقلابِ سلطنت ملتان مین عبدالرحیم خانخانان کے پاس آگیا تھا اور خاصکر جب یہ موردِ عنایاتِ سلطانی ہوگیا تھا تو خود بادشاہ نے مہرالنسا کا نکاح اُسی کے ساتھ پڑھوا دیا - یہ بڑا بہادر اور وجیہ تھا - صوبۂ بنگالہ مین بردوان اسکو جاگیر دیگئی یہ شادی بڑی دہوم دہام سے ہوئی - خود جہانگیر اس شادی مین شریک تھا مہرالنسا حُسن کی دیبی ہونیکی علاوہ عقل کی بھی دہنی تھی - اور لطائف وظرائف مین بلبلِ ہزار داستان سے کم نہ تھی چندروز مین اوس نوجوان خاوند کو اپنا گرویدہ بنالیا - اور اِدہر علی قلی خان کے اعزاز و ترقی مرتبت پر اہلِ دربار اور امرائے دولت جلنے لگے اور اسی رشک وحسد کے مارے کوئی دقیقہ اسکی ذلت اور ہلاکت کا اوٹھا نہ رکھا مثلاً کبھی مست ہاتھی کے سامنے کردیا - کبھی خونخوار شیر سے نہتا بھڑا دیا - مگر اسنے شیر افگن خان کا خطاب حاصل ہی کرکے چھوڑا - کبھی اسکے غرور اور بے پروائی کی شکایتین کی جاتین - جب اسنے درباریون کی یہ کیفیت دیکھی تو کچھہ دن رانا چند کے مہم مین رہکر بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے اپنی جاگیر کو چلا گیا - اور بادشاہ نے اسکو مصلحت سمجھکر بے تکلف اجازت دیدی -

اس مابین مین جب اکبر دکن کی لڑائیون کے بندوبست مین تھا تو شاہزادہ سلیم نے بغاوت اختیار کی

اور الہ آباد سے لیکر صوبۂ اودہ اور بہار تک اپنا قبضہ کرلیا - آخر کم بخت بیٹا ہے - اکبر نے اوسکے پر سختی کرنی مناسب نہ جانا - نرمی اور فہمایش کے ساتھ خط لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور خود بھی آگرے کو چلا آیا - جب اکبر پر اولاد کے مرنے سے سخت صدمات عائد ہوئے تو نہایت درجہ علیل ہوگیا - آخر وقت مین سلیم کی موجودگی مین حکم دیا کہ سب امرا و دولت میرے روبرو حاضر ہون - جب سب امرا حاضر ہو چکے تو اوسوقت اکبر نے کہا کہ سنو سلیم - مین نہین چاہتا کہ میرے آخری وقت مین جن لوگون نے جنم بھر جان و مال کی رفاقت سے میرے کام آئے او نمین اور تم مین آئندہ کسی نوع کی نااتفاقی اور رنجش باقی رہے - پھر اس نے بہت ساری اور بھی نصیحتین کین اور نصائح ختم ہونے کے بعد سب کے طرف دیکھکر کہا - بھائیو - مین اب اوس عالم کو جاتا ہون کہ پھر وہان سے لوٹ کر واپس آنا ممکن نہین - نہ وہان کا حال مجھکو معلوم ہے کہ کسطرح پر وہان میری بسر اوقات ہوگی -

باقی کیستم من بخویش حیرانم ؛ از کجا آمدم نمی دانم ؛ آمدم چون براست نامعلوم ؛ باز رفتن کجاست نامفہوم ؛ از کہ پرسم کہ چون من اند ہمہ ؛ قیدی محبس تن اند ہمہ ؛ بھائیو - وہان کا حال یہ ہے کہ ع

کان راکہ خبر شد خبرش باز نیامد - اب آپکا ساتھ خواہ مخواہ چھوٹتا ہے - اب صرف میرے اعمال و افعال میرے ساتھ ہونگے - بھائیو - وہ جو کہتے ہین کہ کوئی کسیکا ساتھی نہین - اس کی صداقت آج کے روز کے تجربہ پر موقوف ہے - بھائیو - اگر مین نے آپ لوگون کا کچھہ قصور کیا ہو تو للہ معاف کیجیو - لو تمہارا خدا حافظ و ناصر ہے - سلیم سے اب تو رہا نہ گیا - پیرون پر گر پڑا اور داڑہین مار کر رونے لگا - اکبر نے اپنی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ لو اور اسکو میرے سامنے اپنے کمر پر باندہو - پھر شیخ الاسلام مخدوم الملک کو بلوا کر کہا کہ تم گواہ رہو کہ مین مسلمان ہون اور مسلمان دنیا سے جاتا ہون - اور پھر اونہین کے روبرو کلمہ طیب پڑھتے ہوئے اس دار ناپائدار سے کوچ کیا - اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون - اکبر کے بعد سلیم تخت پر بیٹھا اور لقب جہانگیر رکھا - اکثر وہ محصول جس سے رعایا کو تکلیف پہونچتی تھی بند کر دئے - حکم دیا کہ کوچ کے وقت کوئی سپاہی بادشاہی ملازم زبردستی کسی رعیت کے گھر مین نہ اُترے - ناک کان کاٹنے کی سزا بھی موقوف کردی - لکھا ہے کہ ہر چند کہ خود شراب کا عادی تھا مگر عام طور پر مے نوشی کی سخت ممانعت کرادی - اپنے رہنے کے محل مین ایک زنجیر سونے کی گھنٹیان باندہکر لگادی

اور اس زنجیر کا دوسرا سرا قلعے کے باہر لٹکا دیا - کہ اگر کوئی فریادی - دادخواہ - یا صاحب جوہر ذی علم و کمال ہو بادشاہ تک پہونچنے کی آرزو رکھتا ہو - جسکو دربان یا امرا نہ پہونچنے دیتے ہون تو ایسا شخص اس زنجیر کو بے تکلف خود ہلا دے اور جہانگیر بمجرد گھنٹیون کی آواز سننے کے خود بنفس نفیس برآمد ہو کر اُس شخص کو بلوا لیتا - اور اُسکا معروضہ سنتا - اور اوسکی آرزو پوری کرتا - اور ذی کمال بے کھٹکے دربارداری کی عزت حاصل کرتے - مورخین کا بیان ہے کہ تخت پر بیٹھنے کے چھہ برس بعد ایسے اتفاقات ہوے کہ - شاہزادہ سلیم کو نورجہان کے ساتھہ نکاح کرنے کا اتفاق ہوا جسکی تفصیل یہ ہے -

لکھا ہے کہ نورجہان کے خاوند شیر افگن خان کو نجوم و رمل مین بھی دخل تھا ایک روز وہ زائچہ دیکھہ رہا تھا کہ مہر النسا نے کہا کہ ذرا میرا زائچہ بھی تو لگے ہاتھہ دیکھہ ڈالئے - اُسنے قرعہ پھینکا اور دیکھہ کر کہا کہ بیگم تمہارے سر پر تو چتر شاہی قربان ہوتا نظر آرہا ہے - بیگم ہنسنے لگی - مگر ساتھہ ہی جہانگیر کا معاملہ سابق دلمین کھٹک گیا - سچ ہے کہ شدنی کام رُک نہین سکتے - ہر حیلہ ہو ہی رہتے ہین - ؎ آنچہ بہ بخت است بہم می رسد ٭ ورنہ ستانی بہ ستم می رسد -

مورخین کا بیان ہے کہ جب جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو وہ آتش عشق جو ابتک ثابت قدمی سے نہفتہ رکھتا تھا اب اوسکے چھپائے رکھنے کی تاب نہ رہی - اوس نے قطب الدین اپنے کوکا کو بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا - اور اُس سے رخصت کے وقت تنہائی مین کچھہ پولیٹکل نصیحتین کین - شیر افگن خان اپنے وکیل کی تحریر سے اسپر مطلع ہوا تو اُسکو یقین گزرا کہ جہانگیر نے قطب الدین سے نورجہان ہی کے بارہ مین کہا ہوگا - اوسیدن اوسنے واقعہ نگار سے کہدیا کہ مین آج سے بادشاہ کا نوکر نہین ہون - اور بحسب ظاہر ہتیار باندھنا چھوڑ دیا -

قطب الدینخان جب صوبہ دار ہو کر بنگالے مین پہونچا تو اوس نے کئی دفعہ آدمی بھیجکر شیر افگن خان کو بلوایا کہ گمان بد اوسکا دفع کرے - چونکہ وہ آگے ہی سے بدظن تھا لہذا وہ صوبہ دار کے طلبی کی کچھہ پروانہ کی اور نہ اوس کے پاس گیا - ہر چند کہ اُس کے دوستون نے بہت کچھہ سمجھایا مگر اُسنے

مگر اس نے ایک نہ سنی - آخر صوبہ دار خود بتقریب دورہ اُسکی جاگیر کو گیا - اور کمالِ اشتیاق سے اس کے پاس ملنے کا پیام بھیجا - شیر افگن مجبور ہو کر صوبہ دار کے پاس چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوے گیا - مگر نیم آستین کے اندر زرہ بکتر پہنے ہوے اور تلوار چھپائے ہوے تھا - قطب الدین نہایت تپاک سے ملا اور خیریت پرسی کی - مگر اس کے ارادۂ بد سے بالکل بے خبر تھا - چونکہ شیر افگن خان کے ذہن مین ایک بات بیٹھہ چکی ہے لہذا وہ برابر اُلجھی ہوئی گفتگو کر رہا تھا - اور ہر بات کا جواب ترکی دیتا تھا - جب صوبہ دار نے اسکی یہ حالت دیکھی تو اس سے پوچھا کہ پہلے آپ میرے بار بار بلانے پر نہ آئے اور اب جو مین خود آچکا ہون تو اسقدر کہائی سے پیش آتے ہو - آخر آپکا مزاج تو اچھا ہے - اور یہہ آپ کے غُصّے اور پریشانی کا سبب کیا ہے - شیر افگن خان نے جھلّا کر جواب دیا کہ آپ کو اِس سوال کا کوئی حق نہین - اگر آپ کو کوئی پیام ادا کرنا ہو تو کیجئے - صوبہ دار نے کہا کوئی پیام میرے پاس نہین ہے جو آپ کو پہونچاؤن - شیر افگن خان نے آواز کے ساتھہ غُصّہ مین آن کر چلّا کر کہا کہ کیا آپ کو یہ حکم نہین دیا گیا کہ آپ مجھہ سے مہر النسا کو چھین کر بادشاہ کے پاس بھیجدین - صوبہ دار - بادشاہون کے نسبت جو رعایا کے حق مین بمنزلۂ ماں باپ کے ہین ایسا خیال کرنیکو بھی مین گناہ سمجھتا ہون - آج اگر وہ اشارا کرین تو صدہا آدمی جان نثار کرنے حاضر ہین - فرض کیجئے کہ مجھے ایسا حکم ہوتا تو آپ کو بلوانے کی کیا ضرورت تھی - اِس کے لئے ہزارون تدبیرین تھین - شیر افگن - آپ نے مجھکو شاید اِس لئے بلایا ہو کہ مجھکو مہر النسا کو طلاق دینے پر مجبور کرین - صوبہ دار - ولو بالفرض اگر یہی بات ہو تو اسمین کیا قباحت - یہ تو آپکا اختیاری امر ہے چاہین طلاق دین چاہین نہ دین - کوئی آپکو مجبور نہین کر سکتا - مگر یہ بھی آپکا غلط خیال ہے - شیر افگن خان - مجبور - مجبور کیا معنی - مجھے یقین اس امر کا ہے کہ جو بڑے بڑے مہمون پر بادشاہ نے مجھکو بھیجا تو یہی غرض تھی کہ مین مارا جاؤن اور مہر النسا محل مین داخل ہو - جب دیکھا کہ جیتا جاگتا کامیاب واپس آیا تو اب آپ لوگ یہ چاہتے ہین کہ کسی صورت میرا کام تمام اور مہر النسا کو داخلِ محل کرین - صوبہ دار - معاملات کا حسن اور

اور دولت مند گہر دن مین حسن کی کمی نہین - شیر افگن - مگر خبط کا کیا علاج - صوبہ دار - دیکہیے ذرا
آپ اپنے کو سنبہالکر گفتگو کیجئے - صرف ایک خیال فاسد کی بنا پر آپ اسقدر بہڑک رہے ہین
اور آپے سے باہر ہوے جاتے ہین کہ جسکا کوئی ٹہکانہ نہین - مین اپنے آپ کو تو کچہہ سمجہتا ہی
نہین ہون - مگر ظل اللہ کے شان مین جو الفاظ آپ کے منہہ سے نکلتے ہین اسکا نتیجہ اچہا -
نہ ہوگا - ذرا اسکا خیال رکہیے - مگر ساتہہ اس کے یہ بہی سن لیجئے کہ آپ کے اصلی شوہر کے
مرنے یا جنگ مین مارے جانے کے بعد - بادشاہ ہی کی کیا خصوصیت تہی کہ اسکو نکاح کرے - وہ
تو ہر شخص کے لئے جایز تہی - اور بادشاہ کا خیال اسطرف رجوع ہونا نہ ہونا ایک فرضی بات ہی -
کیا کوئی کسیکو قتل کیا چاہتا ہے تو اُسکے لئے مشورت کرتا ہے - خصوصاً بادشاہ سے نہان
کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا - آپ خوب جانتے ہین کہ بادشاہ آپ کی شادی مین شریک تہے
بہتر ہوگا کہ آپ اوس خفیہ نویس مخبر کو سزا دین کہ جسنے آپ کو بیوجہ بادشاہ سے بدظن کیا اور
اسقدر برافروختہ کیا ہے - آپنے کیونکر اسقدر آسانی کے ساتہہ اس امر کو قبول کرلیا کہ جس بادشاہ
و شاہزادے نے اپنی بیٹی و بہن کی طرح ایک غریب لڑکی کا نکاح آپسے کر دیا ہو - اب وہ بادشاہ
ہونیکے بعد اسکو پہر آپسے ہر طرح چہین لینے پر آمادہ ہوجاتے - مین سخت افسوس کرتا ہون کہ ایسے رذیل خیال کو
آپنے اپنے دل مین جگہہ دی اور پہر خیر سے آپ اسپر اصرار بہی کرتے ہین - غرض صوبہ دار
سخت ملامت کرنی شروع کی - پہر اثنائے تقریر مین کچہہ سخت و سست کلمات بہی جوش کمالی
اور وفور خیرخواہی مین اس کے منہہ سے نکل گئے - اسپر شیر افگن سمجہا کہ معاملہ بگڑ گیا اب خیر نہین
فوراً نیم آستین سے پوشیدہ نیمچہ نکالا اور صوبہ دار کی پشت پر اس زور سے مارا کہ اُسکی
آنتین نکل پڑین - ساتہہ ہی شیر افگن وہان سے بہاگا چاہتا ہی تہا کہ صوبہ دار کے مصاحبین مین
سے ایک کشمیری نے اسکو سخت زخمی کیا - پہر صوبہ دار کے ہمراہیون کو جو اس واقعہ کی خبر
ہوئی تو انہون نے اسکا قیمہ بنا ڈالا - اور بوٹیان بانٹ لین -

بعض لوگ یہ بہی بیان کرتے ہین کہ شیر افگن کو ہر چند کہ زخم کاری لگے تہے تاہم وہ اسی -

نفسِ واپسین کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اوس بھیڑ مین سے نکل چلا کہ اپنی بی بی مہر النسا اور اوسکی مان کو بھی مار ڈالے - جب وہ اپنے مکان پر پہونچا تو دروازہ بند پایا اور ساس اسکی رونے پیٹنے اور چیخنے چلّانے لگی کہ ”ہے ہے اب مین کیا کرون - لوگو دوڑو - مہر النسا - اپنے خاوند کے مارے جانیکی خبر سنکر باولی مین گر کر ڈوب مری“ -

اگر یہ روایت صحیح ہے تو بیشک نور جہان کی مان نے نہایت عاقلانہ اور دور اندیش کام کیا ورنہ شیر افگن خان کی گردن پر بلا وجہ اور دو مظلومونکا خونِ ناحق رہ جاتا -

جب جہانگیر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اوسکو اپنے کوکا یعنے صوبہ دار کے بے گناہ مارے جانیکا سخت رنج ہوا - جو حضرت شیخ سلیم قدس سرہ کا بیٹا تھا - بنگالہ کے کارپردازون نے بنظر شہرت سابقہ اور اپنی رسوخیت جتانے کے لئے قبل اس کے کہ کوئی حکم شاہی پہونچے پہلے ہی مہر النسا کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کر دیا - کیونکہ صوبہ دار بنگال کے قتل کے بعد شیر افگن خان اور اس کے پس ماندگان پولیٹکل مجرم قرار پا چکے تھے - اور اس جرم کے بدلے مین سب اُسکا گھر بار سرکار مین ضبط ہو گیا - جب مہر النسا جہانگیر کے محل مین داخل ہوئی تو بادشاہ نے اسکی طرف دیکھا بھی نہین - بلکہ اسکو لونڈیون کے زمرہ مین داخل کر کے اپنی رضاعی مان سلطان سلیمہ بیگم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ یہ عورت آپ پاس آپ کے شہید فرزند صوبہ دار بنگال کا ایک معاوضہ رہے - اور پورے دو سال یا زیادہ مدت تک اس سے خبر بھی نہ ہوا - کیون ناظرین اگر سلیم نور جہان پر واقعی عاشق ہوتا تو کیا اس کے ساتھ اس طرح کی بے پروائی کیجاتی - کیا عشق و محبت کی اضطرابیان ایسی ہی ہوتے ہین - اب وہ لوگ جو یہ کہتے ہین کہ جہانگیر نے نور جہان کے لئے اسکے خاوند کو عمداً مروا ڈالا - اب کیا فرماتے ہین - اب وہ عشق و محبت اور وہ اشتیاق و انتظار کیا ہو گیا؟ مگر ہان گاہ گاہ کی دیکھ بھال کی وجہہ سے اب جو اسباب عشق و محبت کچھ پیدا ہون گے یا تو اسکو مہر النسا کی حسنِ تدابیر یا تریا چرتر پر محول کیجئے یا وہ معرفت و محبت سابقہ کا سلسلہ سمجھئے اس بات کا ناظرین کو

اختیار ہے اسلیئے کہ اب تو میدان صاف ہے - مگر جو نوشتہ تقدیر ہے اسکا ظہور مین آنا لازمی ہے - کیا ہمارے داداے ممکن تھا کہ نوشتہ تقدیر کے بر خلاف گیہون نہ کھاتے اگر نہ کھاتے تو ہم کیسے وجود پاتے اور پھر کون ان کے ذلات کے تذکرے کرتے - ملاحظہ فرمائیے کہ نور جہان کے بخت بلند اوسکو کیا سے کیا بناتے ہین - اور کہان سے کہان پہونچاتے ہین - اور جو باتین مقدر کہلاتے ہین اُن کی تعمیل پر کارکنانِ قضا و قدر کسقدر سرگرمی سے مامور و مجبور رہین - ہمارے تدابیر ہماری احتیاط ہمارے حرکات و سکنات سب اُسیکی مطابق ہین اس سے باہر نہین ہو سکتے - اے خطیبات کے الزامون کو نقلِ محفل بنانے والو - زبان بند کرو اور کارخانۂ قدرت مین دخل بے جا مت دو - ۵ الفت کا تب مزہ ہے کہ دونون ہون بیقرار دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی - نور جہان پر جب دو سال سے زیادہ کا عرصہ ناکامی کی حالت مین گذرا تو اسکو طرح طرح کے خیالات گزرے ہون گے - کیونکہ جو باتین سنی گئی تھین یہان تو معاملہ بالکل اس کے برعکس نظر آیا - لاکھہ لاکھہ تدبیرین کین بڑے بڑے داؤن چلے مگر بادشاہ نے اس کے طرف بھولے سے بھی آنکھہ اوٹھا کر نہ دیکھا - اب بیچاری کیا کرے - نقار خانے مین طوطی کی آواز پوچھتا کون ہے ؟ ذرّے کو آفتاب سے کیا نسبت - مگر امید بھی عجب چیز ہے - ایک عالم اسی کے سہارے جیتا ہے - اگر یہ نہ ہوتی تو حرمان نصیبون کی جانون پر بن آتی - جینا محال ہو جاتا - بلا کشتانِ محبت اسی کے بھروسے شام سے صبح اور صبح سے شام کر دیتے ہین - اور ہجر کی پہاڑ سی راتون کو کاٹ ہی دیتے ہین - ہائے امید تو عجب چیز ہے - جہان تو نے ساتھہ دیا کہ باچھین کھل گئین - رنگ مین سُرخی دوڑ گئی - دل مین قوۃ - پانون مین زور آگیا - جھوم جھوم کے چلنے لگے گویا قطعی طور پر مراد بر آگئی - غرض یہ امید کے بھروسے خدا پر توکل کرکے بیٹھہ رہی - اور عالم تنہائی مین کبھی شاہزادہ کی وہ پرانی چھیڑ چھاڑ یاد آجاتی تو چپکے چپکے وہ چار اشک کے موتی دامن پر گرا دیتی - اپنی اوسوقت کی دلفریب بھولی بھولی ادائین

اور شاہزادہ کا اُسپر فریفتہ ہونا یاد کرتی تو بے اختیار ہو جاتی - مگر آخر اس نے بھی دل کڑا کر کے
وہ وہ پھندے ناز و انداز عشوہ و ادا - کرشمہ و غمزہ - آرائش اور بناؤ سنگار کے تیار کئے کہ
تاگزیر جہانگیر کو پھنسنا پڑا - کبھی نکھر کر اپنا جوبن بتلا دیا - کبھی تیغ ابرو کا گھایل کیا - کبھی
دستِ حنائی سے پیس ڈالا - کبھی غصہ کے عالم مین خمار آلود آنکھین دکھا کر مست کر دیا
کبھی تیوری بدل کر آنکھ چرالی - کبھی زلفون کو رخسارون پر بکھیر دئے - کبھی گیسوون کو
پریشان کر کے اپنی حالت کا ترجمان بنایا - کبھی روٹھی صورت بنانا کہ کوئی سمجھائے
کبھی مسکراونا کہ کوئی دیکھ پائے ؎ ذرّہ کا بھی چمکیگا ستارہ ؛ قایم جو زمین و آسمان ہے -
غرض ان تدابیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو ڈھائی سال کی امیدواری کے بعد دفعتاً مہر النسا کے بخت کا
ستارہ چمکا یعنے ایک دن جہانگیر کی نظر جو اوسپر پڑی تو دفعتاً اسکی وہ اگلی دلربائیان یاد آگئین
اور وہ بھولے پن کی تصویرین آنکھون مین پھر گئین اور وہ عشق کا پودا جو دبا ہوا تھا یکبارگاہ
کلبلا کر سر نکالا - وہ اِدہر دیکھہ ہی رہا تھا کہ اس نے یہ شعر پڑہکر اُس وعدہ کی یاد دلائی جو
اڑپنے کے ایام مین ہوا تھا ؎ کہہ کے دو بول ہم تو تمہارے ہین ؛ تم ہمارے ہو ہم
تمہارے ہین - شہنشاہ جہانگیر - کیون مہر النسا اچھی ہو؟ مہر النسا - حضور کی سلامتی کی دعا
کرتی ہون - جہانگیر - کس شغل مین گزرتی ہے - مہر النسا - ؎ شغل کیا خاک ملے جی کے
بہلنے کے لئے ؛ دلمین بیٹھے ہو کلیجہ میرا ملنے کے لئے - اور اسکے ساتھہ ہی اُسکے آنسو جاری
ہو گئے - جہانگیر پر بھی اب اسکا اثر پڑ گیا اسکو کھینچکر گلے سے لگالیا - ساتھہ ہی اُسکی آنکھون مین
ایک بجلی کوند گئی - اور ابر باران کی طرح برس پڑی - پھر تو روتے روتے ہچکی بندھ گئی
؎ نہ ہو گا ختم عمرِ خضر بھی گر ملگئی مجھکو ؛ بہت ہی طول قصہ ہے ترے ایام ہجران کا
حضرات ناظرین یہ سمان بڑا ہی بے ڈھب ہے - ایسے موقع مین عاشق و معشوق کے
مابین جو راز و نیاز کی باتین ہوئی ہون اسکو کون بیان کر سکے - مگر اس وجدانی
حالت کو وہی لوگ سمجھہ سکتے ہین جنکو عمر بھر مین ایک آدھ بار ہی ایسا موقع نصیب ہوا ہو -

؎ تراہرگز گریبانے نشد چاک ؎ چہ دانی لذتِ دیوانگی را ؎ زاہدا جا کام کر اپنا تو کیا جانے
اسے ؎ عشق کہتے ہین کسے یہ نام کس چڑیا کا ہے - مختصر اینکہ مہرالنسا کے طالع نے مدد کی
جانبین سے فطرتی جذبات نے اپنے جلوے دکھاے - آخر شرعِ شریف کے موافق
ایک روز جہانگیر سے عقد باندھا گیا - شاہانہ جشن کے سامان کئے گئے - اول تو مہرالنسا کو
نور محل کا خطاب ملا - پھر نورجہان ہوئی اور آخرالامر نورجہان بادشاہ بنکر نورالدین جہانگیر کے
پہلو مین بیٹھ گئی - اب یہ لقب نورجہان بادشاہ بیگم محل کے حدود مین محدود ہونے کے قابل
نہین رہا بلکہ مرضی الٰہی یون واقع ہوئی تھی کہ شعاع نور نورجہان کی جہان گیر ہو جائے -
محل کے سارے بیگمات پر تفوق لیجانا تو ایک طرف عنانِ سلطنت تک اسی کے ہاتھ
مین ہوگئی اور سکہ پر بھی اوسی کا نام ثبت ہوگیا جسکا شعر یہ تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر
یافت صد زیور ؎ بنامِ نورجہان بادشاہ بیگم زر - مُہر کا سجع یہ تھا ؎ نورجہان گشت
بفضل الٰہ ؎ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ - اسکا باپ مرزا غیاث اعتمادالدولہ ہوگیا اور بھائی کو
آصف جاہ کے خطاب کے ساتھ قلمدانِ وزارت عطا ہوا - یہ خود جھروکے مین بیٹھکر احکام
جاری کرتی - بادشاہ پر اسنے وہ جادو پھونک دیا تھا کہ اسکی ایک دم کی جدائی سے بیقرار
ہو جاتے - اگر دربار مین بیٹھتے تو پسِ پردہ نورجہان آپ کے پیٹھ پر ہاتھ رکھے ہوے
بیٹھی رہتی - اگرچہ شاہی محلات مین راجہ مان سنگھ کی بہن - راجہ جودھپور کی بیٹی وغیرہ رانیان
اور مہارانیان تھین - مگر نورجہان بیگم کی روشن دماغی کے آگے سب کے چراغ
بے نور اور بے فروغ ہو گئے تھے -

نورجہان کے اختراعات نورجہان ایک عاقلہ اور لایق عورت ہونیکے علاوہ بڑی
سلیقہ ور اور اختراع پسند عورت تھی - چنانچہ ہندوستان کے طرح طرح کے زنانے لباس
زیور - پوشاک - بناؤ سنگار - گھر کی آرائش مین نئے نئے ایجادین کرگئی - اور وہ زیور
ملبوسات جو اسوقت شاہی محلات مین جیسے جہانگیریان - جامے نیمے وغیرہ مروج ہین

وہ سب اوسی کے ایجاد و اختراع کئے ہوے ہین اور اوسی نے اون بھدے اور بد نما زیورون کا رواج موقوف کرا دیا جو پہلے مستعمل تھے اور اب بھی بعض ملکون مین شیخ زادون اور افغانون کے یہان مستعمل ہین - گھرون کی سقف پر چاندنی کا باندھنا اوسی کا اختراع ہے - عطر گلاب جسکا عطر جہانگیری نام ہے اُسکے مان کی گل افشانی ہے - گویا مان بیٹی نے اس شاہی گھر کا ٹھیکہ لے لیا تھا - اور نیز دوسرے کم قیمت عطر جنکے استعمال پر غربا کو دسترس ہوسکتی ہے اور نفیس مزاج غربا کے دماغ بھی معطر ہوسکتے ہین - یہ بھی نورجہان بیگم اور اوسکی مان کے اختراعات سے ہین - چنانچہ جسوقت نورجہان کی مان نے عطر گلاب بناکر جہانگیر کے نذر کیا تو جہانگیر نے اوسکو پسند فرمایا اور ایک موتیون کی مالا جسکی قیمت تیس ہزار روپئے تھی انعام دیا اور اوس عطر کا نام عطر جہانگیری رکھا - درحقیقت یہ ایک ایسا عطر ہے جسکی خوشبو دوسرے عطر مین نہین ہے - خافی خان مورخ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ عطر جہانگیری جو عمدہ ہوتا تھا جہانگیر کے شروع زمانے مین اَسّی روپیہ فی تولہ بکتا تھا اب بھی آٹھہ نو روپئے تولہ ملتا ہے -

بادلہ جو ایک قسم کا زرین کپڑا ہے نورجہان ہی کا اختراع کیا ہوا ہے - اس کی قسم اعلیٰ کو اوس نے بادشاہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور قسم ادنیٰ کو جس سے پندرہ بیس روپئے مین غریب دولہا دولہن کا لباس تیار ہوجاتا ہے اپنے نام سے موسوم کیا یعنے اوسکا نور محلی نام رکھا - اِس کے سِوا اوسنے امرا و غربا کے لئے جو چیزین ایجاد کی ہین وہ بہت ہین - مختصر یہ کہ ہندوستان مین وہ چیزین جنسے لطفِ زندگی حاصل ہوتا ہے اکثر اس کی ایجاد کی ہوئی ہین - ع مشق ہر روز ہے اون کو ستم تازہ کی ؛ لقب اسواسطے انکا ستم ایجاد ہوا

نورجہان کا مذہب نورجہان سختی سے شیعہ مذہب کی پابند تھی - اور چونکہ بادشاہ اور تمامی اہل دربار اہلِ سنت وجماعت تھے لہذا اوسکو ہمیشہ اپنے مذہب کو فروغ دینے کا خیال رہتا تھا اسی غرض سے بعض فضلاے ایران اہلِ تشیع کو بلواکر دربار مین جگہ دلوائی تھی

جنکی بعض ناگوار باتون سے باوجود سخت تعشق کے شہنشاہ جہانگیر کبھی کبھی نورجہان سے برافروختہ ہوجاتا تھا - نورجہان بڑی دل والی عورت تھی - ہر سال بہت سے غریب مفلون کو ولایت مکۂ معظمہ کربلاے معلی - نجف اشرف جانیکا خرچ دیا کرتی تھی - ہزار ہا یتیم لڑکیون - بیوہ عورتون کی اپنی سرکار سے جہیز اور خرچ دیکر شادیان کرادیتی تھی -

کفایت شعاری نورجہان اس فیاضی کے ساتھہ بے حد کفایت شعار بھی تھی چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے لاحظہ سے چند ہاتھی گزرے کہ جنپر نہایت اعلیٰ درجہ کی زربفت کی جھولین پڑی ہوئی تھین - جہانگیر نے اونکو پسند کیا - اور خانساماں سے پوچھا کہ ان جھولون کے لئے زربفت کے کتنے تھان صرف ہوے اور فی جھول کسقدر صرف میں تیار ہوی - خانساماں نے کہا فدوی کو اسکی خبر نہین یہ جھولین محل مین سے تیار ہوکر آئین - جہانگیر نے پھر نورجہان سے پوچھا کہ تم نے تو ان جھولون کے لئے نہایت عمدہ زربفت کے تہان خرچ کر ڈالے - نورجہان نے کہا کہ مین نے کوئی تھان وان تو نہین خرچ کیا - بلکہ یہ جھولین تو اُن زربفت کے تھیلیون سے تیار ہوئین جنمین امرا کی عرضیان ملفوف آتی ہین - جہانگیر دل مین اس کے سلیقے پر خوش تو ہوا مگر بظاہر کہا کہ نہین نہین خداتعالیٰ نے جنھین دولت دے رکھی ہے ہرگز انھین اسقدر بخل نہ چاہیئے - یہ تو غربا کا حق تھا - نورجہان - بیشک اگر یہ تھیلیان متفرق طور پر غربا کو دیجاتین اُسوقت بھی تو انکا کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہوتا - جب تک سب جمع کرکے کوئی خاص ضرورت کی چیز نہ بنائی جاے - چونکہ ہاتھی بھی غریب جانور اور سرکار کی بے زبان رعایا ہین لہذا ان کے لئے خلعتین بنادین اب کے کسی اور کے لئے سہی -

شجاعت یہ گھوڑے پر خوب سوار ہوتی تھی - خافی خان کا بیان ہے کہ عموماً شہزادیان اور ہندوستان کی بیگمات نشان اندازی تیر و تفنگ اور سواری کے کرتب سے ماہر رہا کرتی ہین مگر نورجہان کو سواے مشاہدے کے ذاتی تجربہ بندوق لگانے کا ابتک نہ تھا

مگر اسمین وہ عجیب و غریب قوت تھی جس کے تھوڑے سے استعمال سے بآسانی اسکا ملکہ حاصل
کرسکتی تھی - چنانچہ ایک روز جہانگیر مع نور جہان کے (جو ایک عنصر کیطرح بادشاہ کا
جزو لاینفک تھی) شکار کے لئے جنگل مین پڑا تھا - ایک روز ہانکنے والون نے شیر کو قریب
بادشاہ کے پہونچا دیا تھا - مگر معلوم کچھ سفر کی تھکاوٹ اور بے خوابی کی وجہ سے اُسوقت
جہانگیر کی آنکھ لگ گئی - جب شیر بالکل قریب ہوگیا (اگر بادشاہ اسوقت بیدار ہو بھی چکتے
یا جگاوئے جاتے تو بھی بحالت اضطراب خدا جانے کیا کر سکتے) تو فوراً نور جہان نے
بندوق اپنے ہاتھ مین لی اور تاک کر ایسا نشانہ مارا کہ وہ اجل رسیدہ شیر ایک نیزہ بلند
ہوکر گرگڑاتا ہوا دھڑام سے زمین پر آرہا - بادشاہ شیر کی غراہٹ اور بندوق کے دھڑاکے
سے چونک پڑے - دیکھا تو اپنی معشوق کے ہاتھ مین بندوق ہے اور سامنے شیر زخمی
پڑا ہوا ہے - اس جرأت و بہادری اور پھر اس خطرناک آفت سے اپنی جان بچنے کی
خوشی مین بہادر نور جہان کو گلے سے لگالیا اور بہت ہی احترام و عزت کی پھر قدرتی جوش تھا
مین نور جہان کو اس خصوص مین الطاف شاہی حاصل کرنے کی تحریص ہوی اور اسنے
اپنی خداداد قابلیت سے نشانہ لگانے مین ملکہ حاصل کیا اور امتحان کا موقع بھی بہت جلد
آگیا - چنانچہ ایک روز شہنشاہ مع حرم محترم پھر شکار کے لئے تشریف فرما ہوئے تو
جنگل مین چار اجل گرفتہ شیرونکا پتا لگا - نور جہان نے بارگاہ سلطانی مین معروضہ کیا کہ ان
شیرون پر مجھکو مشق رانی کا موقع عنایت ہو - شہنشاہ نے تبسم آمیز اجازت دی -

ھ امتحان ہو تو کھلے بوالہوس کے جوہر ؎ سر بکف ہین یہ جو تو دست بشمشیر نہین -

یہ آداب بجا لاکر لیس ہوگئی کہ وہ شیر یکے بعد دیگرے شہنشاہ اور نور جہان کے روبرو سے
گزرتے گئے مگر ماشاءاللہ - ہرن پاڑا تو کیا چکارا ہے - کوئی شیر بھی بادشاہ بیگم کے نشانہ
سے خالی نہ بچا - ایک بھی جانبر نہ ہوسکا - کسی ظریف نے اوسوقت یہ شعر کہا اور دفعتاً تمام
عالم مین مشہور ہوگیا ھ نور جہان گرچہ بظاہر زنست ؎ درصف مردان زن شیر افگن است

ہر چند کہ لوگ اس شعر کو "نورجہان گرچہ بظاہر زنست ٭ درصفِ مردان زنِ شیرافگن است"
نورجہان کی تصنیف کہتے ہین - مگر بندہ ہرگز اسکا قایل نہین - بلکہ یہ شعر اُسکے کسی حاسد اور
دشمن کا ہوگا - اسکے کئی وجوہ ہین - اوّل - جو لوگ کہ بادشاہ پسند ہوتے ہین ہمیشہ اونکو
یہ خیال رہتا ہے کہ الطافِ شاہی روز بروز زیادہ ہون - اور خاص کر ایسے تذکرون سے
احتراز کرتے ہین جو شاہون کی طبیعت کو ناگوار معلوم ہون - اور عام گفتگو مین بھی زیادہ تر
احتیاط عمل مین لاتے ہین کہ کوئی لفظ منہہ سے ایسا نہ نکلے کہ کوئی واقعۂ سابق کی طرف
اشارہ ہو یا بادشاہ کے کسی عیب کیطرف دلالت کرے - مثلاً تیمور کے روبرو
کوئی یہ نہین کہہ سکیگا کہ میرا گھوڑا لنگ کرتا ہے - سعادت اللہ خان کے روبرو مولوی
انشاء کے منہہ سے لفظ انجب جو نکل گیا تو اسکی حیثیت ہی بگڑ گئی - دوّم نورجہان ایسی
اداشناس دربار دار عورت اپنے بادشاہ خاوند کے روبرو سابق کے ایک سپاہی
خاوند کا نام بھی زبان پر لا سکتی تھی حالانکہ اسکی حالت سابقہ وحالت موجودہ مین زمین و
آسمان کا فرق تھا سوم نورجہان کوئی ایسی بیہودہ عورت نہ تھی کہ جسکے نسبت ہم ایسے مہملات
کا گمان بھی کرسکین - بادشاہ کے روبرو شیرافگن کا نام لینا گویا شیر کے منہہ کا نوالہ ہوجانا
تھا - یہ تو یارون کی گھڑت ہے - کسی تاریخ مین بھی اسکا ذکر نہین کہ یہ نورجہان کا شعر ہے -
واللہ اعلم بالصواب - غرض اسکی بہادری اور خوش تدبیری کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت
مل سکتا ہے کہ مہابت خان نے جب بادشاہ کو قید کرلیا تھا تو کس خوبصورتی سے بادشاہ کو
قید سے چھوڑانا چاہا - جب اس کے تدابیر کارگر ہوتے نظر نہ آئے اپنی خوشی سے
آپ قید مین بادشاہ کی رفاقت مین آگئی اور قید مین بیٹھے بیٹھے ایک ایسی تدبیر
سوچکر نکالی کہ بادشاہ کو قید سے نکالکر لے بھاگی - جب نمک حرام مہابت خان نے دیکھا کہ
یہ دونون آپ ہاتھہ سے نکل گئے - اوسوقت وہ بھاگ گیا اور دکن کو جاکر شاہجہان سے
مل گیا ٭ یہ بھی اک رنگ ہے ہرجائیونکا طور سہی ٭ تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی -

ہر شخص واقف ہی کہ بادشاہون کی مصاحبت کسقدر نازک اور ہر وقت وبال جان ہوا کرتی ہی۔ پس
ہر شخص اپنی ذاتی لیاقتون اور اداشناس جوہر کے کام مین لانے سے وقتاً فوقتاً دربار
شاہی کے معززین سے کم وزیادہ عزت افزائیونکا مستحق ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر اعزاز
اونہین کو حاصل ہوتا ہی جو ہمیشہ بادشاہ کو بمناسبت اوقات خوش اور راضی کر سکتے ہین
نورجہان مین صانع حقیقی نے منجملہ اور صفات مقبولہ کے علمی قابلیت اور فہم و فراست بدرجہ
کوٹ کوٹ کر بہر دی تھی جسکو شاذ و نادر کہنا بیجا نہ ہوگا۔ اوسکو ایسے معزز خاوند اور جہانی دارے
بادشاہ کو خوش رکھنے کا سلیقہ بہت کچھ حاصل تھا۔ کوی فعل اسکا ناگوار خاطر ہمایون نہین ہوتا تھا۔
اسمین وہ تہذیب و شائستگی تھی کہ ہر پہلو سے اسکو بادشاہ کے پہلو مین بٹھا رکھتی تھی۔
اسکی ہر ادائے معشوقانہ پر بادشاہ فدا تھا۔ نورجہان تن تنہا متعدد خدمات شاہی بجالاتی تھی جو
ہر ایک اپنی حیثیت مین نہایت نازک اور مشکل تھی۔ نورجہان بادشاہ کی دلفریب معشوقہ ہونیکی علاوہ
خود وزیر و مشیر سلطانی۔ خود شہنشاہ و منتظم۔ اور خود محاسب و معتمد تھی۔ اور پھر ان سب
خدمتون کے فرائض کو نہایت فہم و فراست کے ساتھ انجام دیتی تھی۔ حالانکہ آج اگر کوی معتمد
صرف اپنے سررشتہ کے فرائض متعلقہ کو انجام دیتا ہے تو اوسی پر اوسکو بہت کچھ ناز ہوتا ہی۔

حاضر جوابی ۔ اسکو حاضر جوابی اور بدیہہ گوئی مین وہ ملکہ حاصل تھا جو کہنہ مشق اُستادونکو
ہونا چاہئے۔ چنانچہ ایکدن جہانگیر قبائے حریر پر تکمۂ لعل زیب گریبان کیے ہوئے تھا۔ نورجہان
نے اُسکو دیکھتے ہی یہ شعر موزون کیا ؎ ترا نہ تکمۂ لعل است بر لباس حریر۔ شدہ است
قطرۂ خون منت گریبان گیر۔ ایک دفعہ ماہ رمضان کے ختم ہونے پر جو شوال کا چاند دیکھا
تو بادشاہ نے یہ مصرع پڑہا ع ہلال عید براوج فلک ہویدا شد۔ نورجہان نے اوسی وقت
یہ مصرع لگا کر اسکو شعر بنا دیا ع کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد۔ اور لطف اسکا یہ ہے
کہ بادشاہ رمضان شریف کا مہینہ بھر بحرمت ماہ مبارک شراب کو ہاتھ نہین لگاتا تھا۔
ایکبار آسمان پر ذو ذنب یعنے دمدار ستارہ نظر پڑا۔ بادشاہ نے نورجہان سے فرمایش کی کہ

اسموقع پر کوئی شعر کہو - نورجہان نے اوسیوقت یہ شعر موزون کیا ؎ ستارہ نیست بدین طول سر بر آوردہ ۞ فلک بہ شاطری شاہ پر برآوردہ -

نورجہان ذی کمال شعرا کی بڑی قدردان تھی - مرزا صیدی ایک نامی شاعر اوسیدن وارد شہر ہوکر اوسی کے باغ کے متصل ایک کوٹھے پر اترا تھا اتفاقاً نورجہان کی سواری اس کے سامنے سے گزری اور اسکو خبر نہ تھی کہ یہ نورجہان بیگم ہے - شاعر آزاد تو ہوتے ہین اوران کی آئی ہوئی طبیعت رکتی بھی نہین اسکی سواری دیکھتے ہی نادانستہ یہ شعر پڑہا ؎ برقع برخ افگندہ برد ناز بہ باغش ۞ تا نکہت گل بیختہ آید بہ دماغش - نورجہان اسکی نازک دماغی پر بھڑک گئی اور دریافت کرایا کہ گستاخ کون ہے - معلوم ہوا کہ ایک نووارد سخن کا دیوتا ہے - جب اسکی لیاقت وکمال کا حال معلوم ہوا تو اوسنی وقت پانسو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ زرین اس شعر کے صلے مین دلوادیا - مرزا صیدی اسکی قدردانی اور اپنی نادانستہ گستاخی کے سبب سے بہت نادم اور منفعل ہوا غرض اسکو نورجہان نے شعراے دربار شاہی مین بھی داخل کیا - اے سبحان اللہ کیا قدردان لوگ تھے - زیادہ تر عجب تو اس امر کا ہے کہ اوس زمانے مین ایک عورت ذات اس درجہ قدرداے اہل کمال تھی اور آج جنس ذکور مین کوئی واقعی قدردان نظر نہین آتا -

؎ رکھہ دون ابھی مین منہہ سے کلیجہ نکال کے ۞ پر قدردان کہان رہے صاحب کمال کے - سلیم شاعر کی ملازمت مین شاید کوئی تنزل واقع ہوا تھا تو اوسنے یہ شعر لکھکر پیش کیا ؎ زشرم آب شدم آب را شکستے نیست ۞ بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست - نورجہان نے جب اسکو ملاحظہ کیا ہنسکر یہ جواب دیا - کہ این ہم نمی دانی کہ آب یخ بستہ بشکند اور پھر اوسکی تنخواہ جاری کردی - ایکبار کا واقعہ - کہتے ہین کہ جہانگیر اسپر خفا ہو گیا اور کہا اچھا بیگم صاحب کل دیکھہ لیا جائیگا اور یاد رکھنا کہ یہ تلوار ہوگی اور آپکا سر ہوگا - غرض دوسرے دن جہانگیر جو محل مین اسکے قریب ہوکر گزرا تو یہ طشتِ زرین مین اپنے سر کے بال دہو رہی تھی - جہانگیر کو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑی ہوئی اور

ہاتھہ جوڑکر کہا کہ کل آپ تہے فرماتے شمشیر ہے اور مین ہون ڈھ" پھر طشت کی طرف اشارہ کرکے سر جھکاکر" یہ طشت ہے یہ سر ہے تقصیر ہے اور مین ہون - جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ اے ظالم قاتل تجھکو کیا کوئی قتل کریگا تو خود قتل کرتی ہے - پھر نورجہان نے اپنی خطا کے معاف ہونے کی نذر پیش کی جسکو بادشاہ نے قبولیت کا خلعت بخشا -

نورجہان کی شاعری

نورجہان بادشاہ بیگم کو موزونیت طبع کا بہت بڑا حصہ قدرت نے عطا کیا تھا - اب شاعری کی طرف جو اسکا رجحان ہوا - تو محض یہ امداد فیاضِ سخن آفرین تھوڑے عرصہ مین وہ ملکہ حاصل کیا کہ مشہور اساتذہ بھی باوجود اپنے مشق کہن کے اسکا کلام سنکر کان پکڑنے لگے - اسکا تخلص نور تھا - جو ہر طرح موزون تھا - اشعار نہایت پاکیزہ اور شوخی آمیز مقتضاے وقت وصحبت ہوتے تھے - ہم یہان چند متفرق اشعار بطور نمونہ کے لکھتے ہین - اور وہ اشعار نظر انداز کرتے ہین جو ناظرین کی تہذیب و متانت سے دور سمجھے جاتے ہین - لیکن اُنکے لئے ہم نورجہان کو بدنام نہین کرسکتے کیونکہ خلوت خاص مین مخلی بالطبع ہونا اور مذاکراتِ دلچسپ کا تذکرہ کرنا ہر ایک ملک کے مہذب ترین اشخاص کا بھی بالطبع کام ہے - معمولی دنیادار تو درکنار زاہدین خشک مزاج بھی کہ چون بخلوت میروند آن کارِ دیگر میکنند - کی مثل مشہور ہے - یہ کوئی عیب نہین - بلکہ جوانی کے ولولے اور بے اختیاری امور ہین - عالمِ جوانی چنانکہ افتد دانی -

نورجہان کے متفرق اشعار

عشقت چنان گداخت تنم راکہ آب شد ... آن جسم خاک سرمۂ چشمِ حباب شد

کشادِ غنچہ اگر از نسیم گلزار است ... کلیدِ قفلِ دلِ ما تبسم یار است

نہ گل شناسد و نے رنگ و بو نہ عارض و زلف ... دلِ کسی کہ بہ نازِ وادا گرفتار است

دلِ صبور نہ دیدم تا شدہ سیرت معلوم ... بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہولِ قیامت مفگن در دل ما ... ہولِ ہجران گذرا ندیم و قیامت معلوم

سلکِ مروارید بر فرقِ سرش دانی کہ چیست ... تشنگانِ شوق را جوئیست از آبِ حیات
تہ زلف خالش بلائے نہان است ... مترس از بلاہا کہ شب درمیان است
ہم چشم ما براے نظر بازی تو شد ... آئینہ را جلاے وطن میکنیم ما
ہنوز آن طفل خندیدن نداند ... نگہ دزدیدن و دیدن نداند
دقیقہ ہاے معانیش در سواد حروف ... چو در سیاہی شب روشنی پروین است
این خانہ براند از کہ در خانہ زین است ... معمار تمناے من خاک نشین است
نیست فوارہ کہ بینی بسرِ آبِ روان ... آب از گرمی این فصل برآوردہ زبان

نورجہان کا خاتمہ نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان سے جو تھی بادشاہ نے اسکو بیٹیونکی طرح پرورش کی تھی اور اُسکے جوان ہونے کے بعد اُسکی شادی اپنے چھوٹے بیٹے شہریار سے کردی - اب نورجہان کو یہ فکر ہوا کہ جہانگیر اپنے کردار کی وجہ سے ضعیف و ناتوان ہو رہا ہے اس کے بعد تاج شہریاری کسی طرح شہریار کے سر پر رکھا جاے - اسلئے اپنے بھائی سے بھی اسکو اطمینان حاصل نہ رہا - اور خُرم کے طرف سے بادشاہ کے ایسے کان بھرے کہ اسکا ملک شہریار کو ملگیا - یہانتک کہ باپ بیٹون مین سخت مخالفتین ہوگئین - ان معرکون مین بادشاہ کی طرفسے مہابت خان نے بھی خوب ہی وفاداری کے جوہر دکھاے - چنانچہ اب اسنے اسقدر زور پکڑا کہ وہ نورجہان اور آصف جاہ دونون کے ہاتھون سے نکلنے لگا - آخر مہابت خان کو حکم شاہی پہونچا کہ اپنے آپ کو دربار مین حاضر کرے اور حساب و کتاب سمجھاے - ناچار مہابت خان آیا مگر بہ ارادہ نمکحرامی پانچہزار راجپوت ساتھ ایسے لایا کہ جو اسکی حمایت مین بکف سر تھے بادشاہون کو لازم ہے کہ ہمیشہ شرفا کی عزت افزائی کا خیال فرمایا کرین اسلئے کہ اشراف سے خطا نہین ہوتی اور کم ذات مین وفا نہین ہوتی - چنانچہ مہابت خان کی نمکحرامی مصداق اس دعوے کی ہے کہ اسنے موقع دیکھکر جب بادشاہ حرم سرا مین تنہا رہ گئے اپنے راجپوتون کے ساتھ حرم سرا کو آن کر گھیر لیا - جب حرم سرا مین ایک غل مچگیا تو خود بادشاہ گھبرا کر باہر نکل آے اور کہا کہ نمکحرام کیا کہتا ہے

کیا بادشاہی الطاف و روز افزون عزت افزائیون کا یہی معاوضہ ہے"؟ مہابت خان۔ ہاتھہ جوڑ کر عرض کیا "غلام اپنے دشمنون سے حضور کی پناہ مین آیا ہے"۔ بعد اس کے تین دفعہ تصدق ہوا۔ اور اوسنے بادشاہ کی پالکی اُٹھوا کر اپنے خیمہ مین لیجا کر قید کر لیا۔ نور جہان بیگم اس کے قابو مین نہ آئی۔ دریا کے پار نکل گئی اور وہان جا کر بھائی کے تمام سردارون کو بہت لعنت ملامت کی اور فوج کو مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ یہان بادشاہ کو بیگم یاد آئین مگر کیا کرتے۔ مجبور تھے۔ اس کے بعد نور جہان کی لڑائی کا قصہ تو مشہور ہے۔ ادہر مہابت خان نمکحرام بادشاہ کو بناوٹی سجدے کر کر کے بادشاہ کے تصدق ہوتا تھا مگر جہان پناہ کو قید ہی کر رکھا تھا۔ اور اسی حالت مین سخت مجبور کر کے نور جہان کے قتل کا حکم بھی لکھوا لیا۔ ناظرین خیال فرمائین کہ بادشاہ کو نور جہان سے کسقدر عشق تھا اور اس نمکحرام نے جو کام بادشاہ سے لیا ہے تو اسوقت ان کے دل پر کیا قیامت گزری نہ ہوگی۔ نور جہان نے جب یہ حکم سنا تو نہایت بے پروائی سے کہا کہ خیر اگر میرے مالک کا یہی حکم ہے تو ایسا مرنا میرے لئے ہزار جینے سے بہتر ہے۔ مگر مجھے ایک دفعہ اپنے آقا کا دیدار دکھا دو۔ نمکحرام مہابت خان کو یہ کیا خبر کہ "تدبیر کند بندہ۔ تقدیر زند خندہ"۔ بہ مشکل اجازت دی۔ مگر اس شرط پر کہ ملاقات اپنے سامنے ہو۔ غرض نور جہان ہاتھون مین سونے کی ہتکڑیان پانوئین بیڑیان پہنے ہوے اس ہیئت سے بادشاہ کے روبرو آن کر کھڑی ہو گئی۔ کہ گویا مایوسی اور مظلومیت کا مجسم فوٹو بادشاہ کے آنکھون کے پردون پر کھینچکر دکھا دیا کہ ہ بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست ؎ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست۔ اسکی صورت دیکھنا ہی تھا کہ بادشاہ کے آنکھون سے دریا اومنڈ گیا اور بکمال عجز و الحاج کے ساتھہ نمک حرام مہابت خان کی منتین کر کے جان بخشی کرائی اور تمام لشکر کابل کو روانہ ہوا۔ بیگم نے اندر ہی اندر پھر اپنے بندوبست کئے اور بادشاہ کو قید سے چھڑا لیا مہابت کا منہہ کالا ہوا۔ بادشاہ چند روز کے بعد کشمیر پہونچے۔ مگر سردی کے سبب سے پرانے دمے کے مرض نے زور کیا۔ ایک روز سر شام مارگلی کے مقام پر شکار کھیلنے بیٹھے۔ قراول اور وہان کے پہاڑی زمیندار ہرن وغیرہ شکارون کو گھیر لاتے تھے۔ سامنے ایک پہاڑ کی ڈہلن تھی

جب ہرن اوس کی چوٹی پر آتا تو بادشاہ نشانہ لگاتے تھے کہ شکار گولی کھاکر قلابازیان کھاتا نیچے جا پڑتا - ایک اجل رسیدہ لڑکا اپنے قسمت کا نوشتہ پورا کرنے کے لئے ایک ہرن کو گھیر کر سامنے لے آیا مگر چونکہ ہرن ٹھیک زد پر نہ تھا یہ بیچارا خدمت کے جوش مین اور آگے بڑہا کہ اس کو روک کر پورے زد پر لائے - اتفاقاً اُس کا پانون پھسل گیا - اولٹ کر گرتا تھا کہ سہارے کے لئے پاس جو ایک چھوٹا سا درخت اوگا ہوا تھا اسپر ہاتھ مارا - وہ بھی اس کے بچنے کا سہارا نہ ہوا - مگر ٹوٹ گیا - پھر تو یہ لڑکا خود شکار کیطرح قلابازیان کھاتا ہاتھ پانون مارتا پہاڑ کی تہ مین پہونچ گیا - اور وہان اسکی ہڈیان چور چور ہوگئین - بس یہ واقعہ بادشاہ کے لئے موت کا بہانہ ہوا - پہلو مین دل پھڑکنے لگا گھبرا کر اوٹھہ کھڑے ہوے اور حرم سرا مین آئے - اور اوسیوقت سے دم بدم طبیعت بگڑنے لگی - یہانتک کہ تیسرے دن اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے - تاریخ رحلت یہ ہوئی -

جہان گیر از جہان عزم سفر کرد ———— جہان گیر از جہان رفت

۳۶ ۱۰ ۳۶ ۱۰

نور جہان کی جہان گیری کا دن بے نور ہوگیا - بہت روئی پیٹی - منہہ نوچا - بال کہسوٹے — اور جس روزِ سیاہ کا اندیشہ اوسکو برسون سے تھا اور جس کے بندوبست مین خود مصروف تھی وہ ٹل نہ سکا - اپنے بھائی آصف کو بلا بھیجا کہ شہریار کے لئے کچھہ تدبیر کرو - مگر — اسوقت اس نے بہن کو نظر بند کرلیا - اور سب کی آمدورفت بند کردی - آخر رضا بقضا بیٹھہ گئی - سارا لباس فاخرہ اور زیورات وجواہرات سب اوتار ڈالے - زینت و آرائش کو نام تک کو دل سے بُھلا دیا - اور گوشۂ عافیت اختیار کیا - شاہ جہان نے - تخت نشینی کے بعد اِس کے لئے پچیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر مقرر کردی اور بہت کچھہ عزت وحرمت کرتا رہا مگر نور جہان کی آنکھون مین جہان گیر کے سبب سے جہان سیاہ تھا - لہذا جب تک بقیہ دن اپنی زندگی کے کاٹے وہ سوگ ہی سوگ مین کاٹے - آخر بارہ برس زندگی بسر کرکے عالمِ فانی سے کوچ کیا - اور اپنے قدر دان عاشق جہان گیر کے

پہلو مین دفن ہوئی - چنانچہ یہ ٹوٹا پھوٹا گنبد شہر لاہور کے پاس اب بھی موجود ہے -
پہلے یہ مہدی قاسم خان کا باغ مشہور تھا - اب جہانگیر و نورجہان کا مقبرہ مشہور رہی ۵
اوٹھ گئے وہ لوگ جن کی یہ کہانی رہ گئی ہے یادگار اون کی مگر افسانہ خوانی رہ گئی
اوسکی قبر پر یہ شعر حسرت آگین کندہ ہے -
۵ بر مزارِ ما غریبان نے چراغے نہ گلے ۔ نے پرِ پروانہ یابی نے صداے بلبلے

تمت بالخیر

تاریخ از جناب میر تراب علی صاحب زور تخلص

ہمارے حیدر آباد دکن کے ایک مشہور باکمال مورخ نے جو ہندو دکن مین اس فن مین مسلم الثبوت اوستاد مانے گئے ہین از راہ کرم و قدر افزائی اس تالیف کی تاریخ یون تحریر فرمائی ہے -

حضرتِ عفو سید ابراہیم ۔ لا کلام است فخرِ اہلِ زبان
خوش بر آمد ز حجلۂ طبعش ۔ این عروسانہ قصہ جلوہ کنان
خوب تحریر کرد تذکرہ ۔ بصر افزاے چشم پیر و جوان
زور رقم زد ز سال تالیفش ۔ ذکرِ احوالِ پاکِ نورجہان
۱۰ ۱۳

ایضاً اردو

تذکرہ نایاب و خوش اسلوب و عمدہ بے نظیر
حسنِ نیت سے جنابِ عفو کے جب چھپ گیا
مصرعۂ مرغوب باطن زور نے یون لکھدیا
نسخۂ افسانۂ نورجہان بیگم چھپا
۱۰ ۱۳ھ